گیند بلے کی حکمرانی

کھیل بہر حال کھیل ہوتا ہے، وہ جسمانی ریاض اور تازگیٔ طبع کا بس ایک ذریعہ ہے، کھیل کو زندگی کی سنجیدہ حقیقت سمجھنا چاہیے، نہ ہی زندگی کے سلگتے مسائل سے راہ فرار اختیار کرنے کا دریچہ! اسے اگر زندگی کا ہدف بنالیا گیا، مستقل مشغلہ کے طور پر اپنالیا گیا، سنجیدہ معاملات سے منتھی کر دیا گیا، کھلنڈروں کو قومی ہیرو کا اعزاز دینے کی روش اختیار کی گئی تو اس سے بڑھ کر کسی قوم کا المیہ نہیں ہوسکتا، زوال و انحطاط کی کھائی میں جب کوئی قوم گرتی ہے تو تلخ حقیقتوں کے منجدھار سے نکلنے کے لیے وہ کھیل اور تفریحی مشاغل کا سہارا لیتی ہے، لیکن پانی کے بلبلے ڈوبتے کا سہارا بن سکتے ہیں نہ کسی کی کشتی کو ساحل مراد عطا کر سکتے ہیں۔ آج کل بھارت کی کرکٹ ٹیم پاکستان کے دورے پر ہے اور پوری پاکستانی قوم پر کرکٹ کا بخار چڑھ چکا ہے، کیا بوڑھے، کیا بچے، کیا مرد، کیا خواتین، کیا امیر، کیا غریب، پوری قوم کرکٹ فوبیا کی زد میں ہے، کالجوں اور یونی ورسٹیوں کو تو رہنے دیں، دینی مدارس کے طلبہ اور واعظان قوم کی ایک بڑی تعداد بھی اس کی مریض اور اس کی دلچسپی کی اسیر ہے۔ ۱۳ مارچ ۲۰۰۴ء کو پاکستان اور انڈیا کے درمیان کراچی میں میچ تھا، کراچی میں عام تعطیل کا اعلان کر دیا گیا، وزیروں اور حکمرانوں کی ایک بڑی تعداد نے ٹی وی کے سامنے سارا دن گذارا، اخبارات نے خصوصی ایڈیشن شائع کیے، کھلاڑیوں کی تصویریں عام ہوئیں، ٹی وی خریدنے میں ریکارڈ اضافہ ہوا۔ آہ!...... یہ ہے اس پاکستانی قوم کی حالت جو چالیس ارب ڈالر کی مقروض ہے، جس کا وجود دشمنوں کی آنکھ میں کانٹا بن کر کھٹک رہا ہے، جس کے چاروں طرف سازش کے جال بچھا دیئے گئے ہیں، جس کے ساٹھ فیصد سے زیادہ بچے تعلیم سے محروم ہیں، جس کے ستر فیصد سے زیادہ تعلیم یافتہ نوجوان بے روزگار ہیں، جس کے پچاسی فیصد مریضوں کو صحیح علاج میسر نہیں، جسے ترقی یافتہ قوموں کی صف میں شامل ہونے کے لیے دن رات محنت اور ایک ایک لمحہ کی قدر کرنے کی ضرورت ہے، اس قوم پر دشمنوں کے ذرائع ابلاغ نے کرکٹ کو اس طرح مسلط کر دیا ہے کہ اس کا دل و دماغ، میدان و شاہراہیں، سڑکیں اور گلیاں کرکٹ سے آلودہ اور اس کے خیالات پر گیند بلے کی حکمرانی ہے...... حقیقت یہ ہے کرکٹ کھیل نہیں بلکہ سنگین جرائم کا مجموعہ بن چکا ہے:...... ادھر میچ شروع ہوتا ہے اور ادھر سٹے باز حرکت میں آتے ہیں...... کرکٹ کا میچ بے حیائی عام کرنے کا بھی ایک مؤثر سبب بن چکا ہے، مغرب زدہ خواتین پوری بے پردگی کے ساتھ میچ دیکھنے پہنچ جاتی ہیں۔ تالیاں بجانے، جملے کسنے، اچھلنے کودنے اور شور و غل کرنے میں ان کا بے باک انداز ٹی وی کی اسکرین اور اخبارات کے صفحات پر ساری قوم دیکھتی ہے، اس سے خواتین اور بچیوں کی اسلامی تعلیم و تربیت اور مشرقی روایات پر جو خاموش ضربیں پڑتی ہیں، ان کے نقصان کا اندازہ لگانے کے لیے کسی خاص عقل و بصیرت کی ضرورت نہیں...... کرکٹ سب سے زیادہ وقت ضائع کر دینے والا کھیل ہے، کرکٹ کے کھلاڑیوں کی جس طرح پذیرائی ہوتی ہے، گیند بلے کے ماہرین کو جس طرح قومی ہیرو کا درجہ دیا جاتا ہے، کھلاڑیوں کے ایک ایک ایکشن پر لاکھوں روپے جس طرح لٹائے جاتے ہیں، انہیں انعامات عطا کرنے کے لیے حکومت اپنے خزانے کے دروازے جس فیاضی کے ساتھ کھول دیتی ہے، کسی قوم کی یہ روش، فکر و دانش اور عقل و شعور کے زوال کی آخری علامت ہوتی ہے...... جہاں ڈاکٹر عبدالقدیر خاں جیسے محسن سائنس دانوں کو بے وقار کیا جانے لگا اور کھلاڑیوں، گلوکاروں اور فنکاروں کی پذیرائی کی جانے لگے، وہاں کی نئی نسل، سائنس و تعلیم کی بجائے گیند، بلا اور ڈھول، باجے کا رخ کیوں نہیں کرے گی؟ پھر پاک بھارت کرکٹ میچ انڈیا کے مسلمانوں کے لیے تازیانۂ غم ہوتا ہے، فتح و شکست دونوں صورتوں میں کئی مسلمانوں کے گھر جلا دیئے جاتے ہیں۔ الزام یہ ہوتا ہے کہ ان کے دل کی دھڑکنیں پاکستانیوں کے ساتھ ہیں، وہ پاکستان کی فتح پر خوش اور شکست پر غمگین ہیں...... یوں پاکستان کی فتح گجرات کے مسلمانوں کے جلتے ہوئے گھروں کے دھوئیں کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور یہاں کی خوشی وہاں ماتم کی صورت میں ڈھل جاتی ہے...... گیند بلے کی حکمرانی کے خلاف کچھ آوازیں سنائی دے رہی ہیں لیکن نقار خانے میں طوطی کی صدا کون سنتا ہے! تاہم دشت بے اماں میں ان نواؤں کا تسلسل نہیں ٹوٹنا چاہیے، اگرچہ وہ دھیمی ہوں، اگرچہ ان کی کوئی شنوائی نہ ہو۔